نکاح میں خدا تعالیٰ سے استعانت چاہو

(فرمودہ ۳۱- دسمبر ۱۹۲۰ء)

۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر صفیہ بیگم (جو سکینۃ النساء اہلیہ قاضی اکمل صاحب کی چھوٹی بہن ہے) سے پڑھا۔[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی رحمتیں اتنا وسیع اثر رکھتی ہیں (بلکہ ان کو حلقہ نہیں کہنا چاہئے کہ حلقہ حد پر دلالت کرتا ہے) کہ کوئی انسان ان کی حد بندی نہیں کر سکتا۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کا فضل کسی بندے پر ہوتا ہے جب تک خدا کی نعمتوں سے انسان انکار نہیں کرتا خدا اس سلسلہ کو بند نہیں کرتا۔ اس کے انعامات پر اگر نظر کی جائے تو حیرت آتی ہے کہ کن کن ذرائع سے مدد کرتا ہے۔ انسانی مددیں، انسانی نصرتیں محدود ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں لوگوں پر خوش ہوتے ہیں لیکن ان کی خوشی کی عملی خیر لوگوں کو نہیں پہنچتی۔ انعامات ایسے محدود ہوتے ہیں اور نتائج ایسے خراب کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ فوجوں میں لوگ شامل ہوئے، خوشیاں منائیں، قربانیاں کیں مگر کیا نتیجہ نکلا۔ ہزاروں لاکھوں انسان جو مر گئے گورنمنٹ برطانیہ ان کو کیا انعام دے سکتی ہے بہت بڑی قدردانی کی تمغہ منظور کیا۔ مرنے والا مر گیا اب یہ تمغہ اس کے کس کام؟ مگر جو خدا کے ہو جاتے ہیں ان کے اوپر جو خدا کی برکتیں ہوتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیش

کے لئے چلتی ہیں اور کوئی حد بندی ان کی نہیں ہوتی۔

نادان کہتا ہے کہ محدود اعمال کے نتائج غیر محدود کیوں ہوں حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ محدود کے نتائج غیر محدود نہیں بلکہ غیر محدود ہستی کی طرف سے غیر محدود انعام ملتے ہیں۔ معترض انسان کو دیکھتا ہے دینے والے کو نہیں دیکھتا۔ دو آدمیوں کا معاملہ ہو تو بڑے کی جانب نظر کی جاتی ہے پس جب خدا اور بندے کا معاملہ پیش ہو تو نادان یہ کیوں نہیں دیکھتا کہ بندے کے ساتھ معاملہ کرنے والا خدا ہے۔ وہ خود بھی غیر محدود اس کے انعامات بھی غیر محدود۔ کوئی نعمت ایسی نہیں جس کی نسبت خدا نے فرمایا ہو کہ میں یہ نہیں دوں گا۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے ایسی تقسیم اور حد ہوتی ہے مگر خدا کی طرف سے کوئی حد نہیں صرف یہ ہے کہ انسان قابلیت اور اہلیت رکھتے ہوں۔ بادشاہت کی ضرورت ہے بادشاہت دے گا، اگر علم کی ضرورت ہے علم دے گا، اگر غیب کی ضرورت ہے تو اسے بھی اس موقع پر حوالہ کر دیتا ہے جتنے غیب کی ضرورت پیش آئے اتنا اس وقت دے دیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں سب نمونے موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں کتنے لوگوں نے مخالفت کی مگر مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا۔ حضور کی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی۔ عالم مقابل پر کھڑے ہوئے اور حضرت صاحب کو جاہل کہا۔ خدا نے فرمایا اگر یہ جاہل ہے تو ہم اسے اپنے خزانے سے علم دیتے ہیں اب آؤ اس کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضور نے انعام پر انعام مقرر کر کے کتابیں لکھیں اور تحدّی کی کہ ان کی مثل لاؤ مگر ان مدعیان علم میں سے کوئی مقابلہ پر نہ آسکا۔

کچھ عرصہ ہوا یہاں مارگولیتھ [۲] آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مشاہدہ بڑی چیز ہے یا قیاسی بات کہنے لگا مشاہدہ۔ اس پر میں نے کہا معجزات پر آپ کو شک ہے اگر ان کا مشاہدہ آپ کو ہو جائے تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا۔ اس پر وہ کہنے لگا کیا قرآن میں جو کچھ ہے اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے میں نے کہا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کا معجزہ یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ معجزہ اس زمانے میں بھی دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اور انعام پر انعام مقرر کر کے اپنی کتاب کی مثل لانے کا چیلنج دیا چنانچہ وہ کتابیں ابھی لاجواب پڑی ہیں۔ آپ کو بھی عربی دانی کا دعویٰ ہے آپ ہی ہمت کریں۔ تو یہ ایک خزانہ تھا کون ان خزانوں کی حد بندی کر سکتا ہے۔ کیا کسی بندے کو کوئی بادشاہ یہ علم دے سکتا ہے۔ وہ تو اپنے لئے بھی نہیں لا سکتا۔ بادشاہ جرنیلوں کو بھیجتے ہیں اور میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ

اپنے بندے کو بھیجتا ہے اور ساتھ ہی اعلان فرماتا ہے کہ بچایا جائے گا۔ پھر وہ بندہ باوجود معاندین کی سخت مخالفتوں اور کوششوں کے ان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔

مولوی عمردین صاحب ہماری جماعت کے ممبر اور نہایت جوشیلے مبلغ ہیں انہوں نے بیان کیا کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پہلے میں مولویوں کا مداح تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی سے تعلق تھا۔ ایک دن مولوی محمد حسین بٹالوی اور عبدالرحمٰن سیاح آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ مرزا صاحب کو چُپ کرانے کی کیا تجویز ہو۔ عبدالرحمٰن نے کہا۔ میں بتاتا ہوں مرزا صاحب اعلان کرچکے ہیں کہ میں مباحثہ نہیں کروں گا اب انہیں مباحثہ کا چیلنج دے دو۔ اگر وہ تیار ہوگئے تو انہیں ان کا قول یاد دلا کر نادم کیا جائے کہ ہم پبلک کو صرف یہ دکھانا چاہتے تھے کہ آپ کو اپنے قول کا پاس نہیں اور اگر مباحثہ سے انکار کیا تو ہم اعلان کردیں گے کہ دیکھو ہمارے مقابل پر آنے کا حوصلہ نہیں۔ میں (عمرالدین) نے کہا مجھے کہو تو میں انہیں جاکر مار آتا ہوں جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ اس پر وہ کہنے لگے تمہیں کیا معلوم ہم یہ سب تدبیریں کر چکے ہیں کوئی سبب ہی نہیں بنتا۔ یہ سنتے ہی مولوی عمرالدین کہتے ہیں کہ میرے دل پر حضور (مسیح موعودؑ) کی صداقت کا اثر ہوگیا۔ کون دنیا کا بادشاہ ہے جو کسی کی نسبت تو کجا اپنی نسبت بھی تحدّی کے ساتھ اعلان کرسکے کہ میں بچایا جاؤں گا۔ مگر خدا اپنے بندوں کی زبان سے لوگوں کو چیلنج دیتا ہے کہ تم فرادیٰ فرادیٰ اور پھر اکٹھے میرے خلاف منصوبہ بازی کرلو۔ خواہ میرے گھر کے لوگ بھی میرے خلاف ہوجائیں سب سے بچایا جاؤں گا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنْ عِنْدِهٖ وَلَوْ لَمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ۔ [۳] الناس میں سب ہی شامل ہیں۔ اپنے بیگانے گھر کے لوگ گھر سے باہر کے لوگ۔

غرض خدا کی نعمتوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ دیکھو انسان کی ایک یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی باتیں مانی جائیں اور مقبولیت حاصل کریں۔ مگر یہ کوئی انسان دنیا میں اپنے زور قوت سے نہیں کرسکتا کیونکہ ظاہری جسم پر قبضہ ہو گا مگر دلوں پر قبضہ نہیں ہو سکتا۔ پس خدا اپنے رسول کو اس انعام سے بھی ممتاز کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا"۔ [۴]

کئی باتیں ہوتی ہیں جو دنیا کے لئے مفید ہوتی ہیں مگر رسم و رواج کے خلاف ہوتی ہیں اس

لئے پہلے انکار ہوتا ہے لیکن آخر لوگ مان جاتے ہیں مثلاً سرسید احمد خان نے کہا کہ انگریزی پڑھنی چاہئے۔ ابتداء میں بے شک بعض لوگوں نے مخالفت کی لیکن یہ وہ بات تھی جس کی تائید میں زمانہ کے حالات تھے۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارے ہم عصر انگریزی پڑھ کر فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ملازمت بھی بغیر انگریزی پڑھے کے نہیں مل سکتی تو آخر سرسید کی بات مان لی۔ اب یہ کامیابی جو ہے معجزہ نہیں نشان نہیں۔ یہ کامیابی پانے والا زیادہ سے زیادہ ایسا دانا کہلا سکتا ہے جس نے دنیا کے خیالات کو پہلے پڑھ لیا۔ خدا کی طرف سے یہ بات معجزہ کہلائے گی جو لوگوں کے خیالات اور رسم وعادات کے خلاف ہو اور جسے پانے کے لئے لوگ تیار نہ ہوں اور نہ زمانے کے حالات اس کے مساعد ہوں مثلاً حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے مسلمان بھی قائل نہ تھے اور دوسرے مذاہب والے تو اس سے پہلے وحی کا سلسلہ بند کر چکے تھے۔ پھر یورپ کا یہ زور کہ انہوں نے ہائی کریٹسزم کے ماتحت تورات و انجیل کے الہام کی بھی دھجیاں اڑا دی تھیں اور خواب و رؤیا کو ایسا بے اعتبار ثابت کیا کہ بعض لوگوں کو خواب کرا کے دکھا دیا۔ باوجود ان خیالات کے حضرت صاحب نے ثابت کر دیا کہ الہام و وحی کا سلسلہ جاری ہے اور وہ دماغی بناوٹ سے بالاتر ہے۔ غرض مامورین الٰہی دنیا جدھر چلے اس کے مقابل چلتے ہیں۔ وفات مسیح منوانا حضرت صاحب کا بڑا کام نہیں بلکہ مسیحیت منوانا مشکل تھا جو آپ نے کئی لاکھ کی جماعت سے منوالی۔ بعض دفعہ لوگ کہتے کہ مرزا صاحب نے کونسا بڑا کام کیا۔ وفات مسیح تو سرسید بھی مانتا تھا اور اس کے ہم خیالوں کی بہت سی تعداد مانتی ہے۔ ہم کہتے ہیں وفات مسیح تو آپ کی راہ میں درمیانی روک تھی مسیحیت منوانا بڑا کام تھا۔ اور آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا اجراء جو آپ نے کیا۔

الغرض خدا تعالیٰ کی رحمتیں بہت وسیع ہوتی ہیں اس کے انعامات کی کوئی حد نہیں اس لئے تمام کاموں میں انسانوں کی نظر خدا پر ہی پڑنی چاہئے کیونکہ سب چیزیں زوال پذیر ہیں مگر خدا کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بعض لوگوں کو اپنے علم پر غرور ہوتا ہے بعض کو دولت پر مگر کیا معلوم کہ شام کو ایک شخص دولت مند سوئے اور صبح غریب ہو۔ ابھی ایک عالم فاضل محققانہ تقریر کر رہا ہو اور دوسرے روز پاگل ہو جائے۔

۱۹۱۴ء میں مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک بڑا شخص ہے اس کی شکل مولوی سید محمد

احسن صاحب امروہوی سے ملتی جلتی ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ابلیس حملہ کرتا ہے میں بار بار لاحول پڑھتا ہوں وہ رکتا نہیں آخر اَعُوْذُ پڑھا تو وہ دور ہوا۔ سو اس وقت کس کو معلوم تھا کہ سید محمد احسن کی یہ حالت ہو جائے گی۔ غرض علم وغیرہ ایک دم جاتے رہتے ہیں۔ البتہ اللہ پر جن کی نظر ہو ان کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ دیکھو ہزاروں نبی گزرے ہیں کوئی ان میں سے مخبوط الحواس نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کو جو کچھ ملا خدا کے خزانے سے ملا اور وہ ہر وقت خدا کے خزانے سے حصہ پاتے تھے۔ پس خوب یاد رکھو کہ ہر کام جب ہی بابرکت ہو سکتا ہے کہ خدا پر نظر ہو۔ یہی ایک چیز محفوظ رکھنے والی ہے۔

تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کامل نمونہ ہیں۔ آپ نے ہر کام سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سکھائی اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تا اول و آخر خدا پر نظر رہے۔ دنیا میں سب سے غافل کرنے والی دو چیزیں ہیں۔ ایک قویٰ کا زور شہوت۔ دوم نیند۔ دونوں موقع پر رسول اللہ نے تعلیم دی کہ خدا کا نام لو اور اسی سے طاقت و حفاظت چاہو۔

یہی شادی و بیاہ کا معاملہ ہے۔ اب کسی کو انجام کیا معلوم۔ ممکن ہے انسان جسے رحمت سمجھتا ہو وہ زحمت ہو جائے جسے نعمت خیال کیا وہ نقمت بن جائے اس موقع پر یہی تعلیم دی کہ خدا پر نظر رکھو اور اسی کی حمد کرتے ہوئے اس سے استقامت و استعاذہ چاہو۔ اور اے لوگو تقویٰ کرو۔ کس کا؟ رب کا۔ کیوں؟ وہ ربوبیت کرنے والا ہے۔ رب بھی تمہارا جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے بڑوں کو بھی اور پھر آئندہ بھی وہی خالق ہے۔

نکاح میں تین باتیں ہے۔

۱۔ تمہاری قوتیں اس قابل ہوں کہ نکاح کرو اور اس خاص عورت سے نباہ کرو۔
۲۔ بیوی کی قوتیں نکاح کے قابل ہیں اور وہ تمہارے ساتھ نباہ کر سکتی ہے۔
۳۔ دونوں کے ملاپ سے جو نتیجہ نکلے گا وہ بابرکت ہو گا۔

اب یہ تین چیزیں ہیں کس کو معلوم ہے کہ اس وقت کیا نتیجہ نکلے گا۔ انسان سمجھتا ہے کہ میں نے سب کچھ دیکھ بھال لیا ہے مگر نتیجہ کچھ اور نکل آتا ہے۔ بعض اوقات دوسرے کی نسبت غلط فہمی ہوتی ہے اور بعض اوقات خود اپنی نسبت۔ یعنی انسان اپنے آپ کو نباہ کے قابل سمجھتا ہے اور دراصل نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں اور کر کچھ بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح بعض عورتیں ہیں۔ شکل بھی ہے سلیقہ بھی ہے مگر نکاح کے بعد مسلولہ ہو جاتی

ہیں یا کوئی اور نقص نمایاں ہو جاتا ہے یا آپس میں طبائع نہیں ملتیں۔

اور بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ میاں بیوی کا عاشق اور بیوی میاں پر قربان مگر اولاد خراب ہو جاتی ہے جس کا علاج سوائے اس کے کیا ہے کہ خدا ہی سے مدد چاہی جائے اور اسی پر بھروسہ رکھیں اور اسی کے دروازے پر نظر ہو کہ وہ سب نقصوں کو دور کرے اور نیک نتیجہ نکالے۔ اسی لئے ان آیات میں یہ تعلیم دی کہ جن باتوں کی نسبت تمہیں خدشہ ہو سکتا ہے وہ تینوں خدا کے قبضہ میں ہیں۔ اس نے تمہیں بھی پیدا کیا۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پھر اولاد کو وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً۔ [5] پس اسی خالق کے سامنے جھکو وہی سب کام ٹھیک بنادے گا۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو رسول کریم ﷺ کے ذریعہ ہمیں ملی۔

یہ آیات بظاہر کس قدر مختصر ہیں مگر ان میں وہ خزانے مخفی ہیں کہ میں نے دیکھا ہے جب میں خطبہ نکاح کے لئے کھڑا ہوں نئے سے نیا نکتہ سوجھا ہے۔ اگر کوئی غور کرنے والا ہو تو یہی معجزہ اسلام کی سچائی کے لئے زبردست ثبوت ہے۔ تین آیتیں رسول کریم ﷺ نے تجویز فرمائیں اور ان تینوں آیتوں کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد حضور نے ایجاب و قبول کرایا۔

(الفضل ۱۷۔ جنوری ۱۹۲۱ء صفحہ ۵، ۶)

[1] الفضل ۱۰۔ جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

[2]

[3] تذکرہ صفحہ ۲۲۰۔ ایڈیشن چہارم

[4] تذکرہ صفحہ ۱۰۴۔ ایڈیشن چہارم

[5] النساء : ۲